ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم اور تعمیر شخصیت

یہ ایک مسلمہ تاریخی حقیقت ہے کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عظیم انقلاب برپا کیا وہ ہمہ پہلو اور ہمہ گیر انقلاب تھا۔ یہ عقائد و افکار میں انقلاب تھا۔ اخلاق و عبادات میں انقلاب تھا، معاشرت اور معیشت میں انقلاب تھا، تعلیم و تربیت میں انقلاب تھا، قانون و سیاست میں انقلاب تھا۔ انسانی زندگی کا کوئی گوشہ اور کوئی شعبہ ایسا نہ تھا جس میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنما اور زریں اصول نہ دیے ہوں۔ تاریخ اس امر پر شاہد عادل ہے کہ رسالت مآب نے سرزمین عرب کی کایا پلٹ دی اور آپ نے مدینہ منورہ میں جس سلطنت اسلامی کی تشکیل و تاسیس فرمائی اس کا رقبہ صرف دس برس کی قلیل مدت میں دس لاکھ مربع میل تک وسیع ہوگیا۔ قرآن حکیم نے حضورؐ کی بعثت اور ظہور قدسی کو اپنے احسان عظیم سے تعبیر فرمایا ہے۔ ارشاد باری ہے:

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم ۔۔۔۔[1]

[یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بہت بڑا احسان فرمایا ہے کہ ان کے درمیان خود انہی میں سے ایک رسول کو مبعوث کیا]

سید قطب شہید نے محسن حقیقی کے اس احسان عظیم کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

لقد كانت المنة الالهية على هذه الامة بهذا الرسول و بهذه الرسالة عظيمة عظيمة

[بے شک خداوند قدوس کا احسان، اس امت پر، اس رسول مکرمؐ اور اس رسالت کی بنا پر انتہائی عظیم ہے][2]

یہاں ذہنوں میں فطری طور پر یہ سوال ابھرتا ہے کہ اس تاریخی انقلاب برپا کرنے کا اسلوب اور منہاج کیا ہے وہ کون سے اساسی اور بنیادی زریں اصول تھے جو حضورؐ نے اختیار فرمائے۔ قرآن عزیز اس بارے میں واضح طور پر ہماری رہنمائی کرتا ہے اور مذکور بالا آیت قرآنی میں حضورؐ کی بعثت کو احسان خداوندی قرار دینے کے بعد ان زریں اصول کا ذکر کرتا ہے:

یتلوا علیھم ایاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتب و الحکمۃ و ان کانوا من قبل لفی ضلل مبین ۝[3]

۱۔ القرآن الحکیم، ۳ : ۱۶۴

۲۔ سید قطب : فی ظلال القرآن، مصر، ۱۹۶۱ء، الجزء الرابع، ص ۱۳۵

۳۔ القرآن الحکیم، ۳ : ۱۶۴

[وہ رسولؐ اس کی آیات کی تلاوت کرکے انھیں سناتا ہے۔ ان کا تزکیہ نفوس کرتا ہے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ اس سے پہلے یہی لوگ صریح گمراہیوں میں پڑے ہوئے تھے]

اس آیت کریمہ میں جہاں تعمیر شخصیت اور کردار سازی اور معاشرہ اسلامی کو صحت مند بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے رہنما اصول کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہاں ایک لطیف اشارہ اس امر کی طرف بھی پایا جاتا ہے کہ مدینہ منورہ میں سلطنت اسلامی کی تشکیل سے پہلے حضورؐ نے مکہ مکرمہ میں نعمت اسلام سے مشرف ہونے والوں کی سیرت سازی، تشکیل کردار اور تعمیر شخصیت کا اہم فریضہ ادا کیا تھا۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ کوئی بھی انسانی معاشرہ افراد سے بنتا ہے اگر افراد صالح ہوں تو معاشرہ بھی صالح ہوتا ہے۔ مکہ مکرمہ میں اذیتوں کے امڈتے ہوئے سیلاب میں فرزندان توحید، حرارت ایمانی سے سرشار، نعمت یقین سے معمور، ہمیں چٹان کی طرح مضبوط و مستحکم اور ثابت قدم نظر آتے ہیں۔ خطرات و حوادث کا مسلسل مقابلہ کرکے، تلخیوں کے خوگر ہو کر ان کے اعصاب مضبوط ہو چکے ہیں اسی طرح، جس طرح سونا آگ میں پڑ کر کندن ہو جاتا ہے اسی طرح تعلیم و تربیت نبویؐ سے قوم رسول ہاشمی ایک خاص ترکیب میں ڈھل جاتی ہے۔

اب ہم تعمیر شخصیت اور سیرت سازی کے رہنما زریں اصول کا قدرے تفصیلی جائزہ لیتے ہیں۔ یہ اصول جنھیں نبوت کے چہارگانہ فرائض کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ حسب ذیل ہیں: تلاوت آیات، تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت۔

سب سے پہلے ہم تلاوت آیات کو لیتے ہیں، علامہ احمد مصطفی المراغی کے بقول:

انہ یتلو علیهم ایاته الدالة علی قدرة الله و وحدانیته و علمه و یوجه النفوس الی الاستفادة منها و الاعتبار بها[1]۔

[حضورؐ اللہ تعالیٰ کی آیات کی تلاوت فرماتے جو اللہ کی عظیم قدرت، اس کی توحید اور اس کے وسیع علم پر دلالت کرتیں اور نفوس انسانی کی توجہ کو اس امر کی طرف مرکوز کرتیں کہ اللہ کی ان نشانیوں سے (جو اس دور دور تک پھیلی ہوئی وسیع اور بیکراں کائنات میں فطرت کے مظاہر کی صورت میں انسان کو دعوت فکر و عمل دے رہی ہیں) استفادہ کیا جائے اور ان سے عبرت و موعظت کا روشن سبق حاصل کیا جائے]

یہ ایک روشن حقیقت ہے کہ عقائد و افکار کا انسانی زندگی پر بہت گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ حضورؐ کی مکی زندگی میں نازل ہونے والی آیات و سور انسان کو

۱۔ احمد مصطفیٰ المراغی: تفسیر المراغی، مصر، ۱۹۴۶ء، الجزء الرابع، ص ۱۲۳

وادی ظلمت سے نکال کر نور ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والے فکر انگیز پیغام پر مشتمل ہیں ۔ ان آیات میں جہاں انسان کو شرف انسانی اور عظمت انسانی کے احساس سے سرشار کرکے اسے شجر و حجر کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی تذلیل سے روکا گیا ہے وہاں توحید ، رسالت اور آخرت پر ایمان کے پختہ عقیدے اور حضور ؐ کی تربیت نے صحابہ کرام کے دلوں میں یقین کی ایک ایسی غیر متزلزل اور ناقابل شکست کیفیت پیدا کر دی تھی جو مغرب میں (Authentic Individual)[1] صاحب یقین فرد کے تصور پیش کرنے والوں کے تصور میں بھی نہیں آ سکتی ، یقین کا یہ وہ درجہ تھا جو علامہ اقبال ؒ کے بقول :

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقین پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پر روح الامین پیدا

قرآن حکیم کے اعجاز معنوی کے ساتھ ساتھ اس کا اعجاز لفظی بھی کچھ کم مؤثر نہ تھا ۔ اس کی صوتی تاثیر ، اس کی فصاحت و بلاغت ، اس کی حلاوت و شیرینی اور اثر آفرینی تھی اور بالخصوص جب یہ تلاوت رسول معظم ؐ کی زبان سے آن کی پرسوز اور رقت خیز تلاوت کی صورت میں ہوتی جو بھی اسے سن پاتا مسحور ہو جاتا ۔ کفار و مشرکین نے حضور ؐ کو ساحر ، شاعر اور کاہن کا نام دیا ۔ کلام الٰہی کی تاثیر سے خائف ہوکر وہ بے ساختہ پکار اٹھے :

لا تسمعوا لهذا القرآن و الغوا فيه لعلكم تغلبون ○[2]

[اس قرآن کو ہرگز نہ سنو اور جب یہ سنایا جائے تو اس میں خلل ڈالو شاید کہ اس طرح تم غالب آ جاؤ]

بخاری و مسلم کی ایک متفق علیہ حدیث میں حضرت عبداللہ بن عباس رض کا یہ بیان مذکور ہے کہ آپ ایک روز اپنی خالہ ، ام المؤمنین حضرت میمونہ رض سے ملنے گئے ۔ آپ کی عمر اس وقت گیارہ برس سے زیادہ نہ تھی ، حسن اتفاق سے حضور ؐ نے بھی اس شب ، حضرت میمونہ رض کے ہاں قیام فرمایا ۔ حضور ؐ تھوڑی دیر گفتگو فرمانے کے بعد استراحت فرمانے لگے ۔ تہجد کے لیے حضور ؐ بیدار ہوئے ۔ آپ ؐ نے کائنات کی پھیلی ہوئی وسعتوں پر نظر ڈالی اور ان آیات کی

۱۔ مغربی مفکرین کے نزدیک یہ ایک ایسا فرد ہے جسے اپنے وجود یا ذات کے موجود ہونے کا پورا یقین ہو اور وہ اپنے اعمال کی ذمے داری لیتا ہو اور اچھے اور برے اعمال کا انتخاب کرکے جزا سزا کو حقیقت مانتا ہو ۔ تفصیل کے لیے دیکھیے : ڈاکٹر سید عبداللہ کا کل پاکستان فلسفہ کانگرس ۱۹۸۲ء کا خطبہ صدارت مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۸۲ء لاہور ۔

۲۔ القرآن الحکیم ، ۴۱ : ۲۶

تلاوت فرمائی :[1]

ان فی خلق السموات و الارض و اختلاف الیل و النهار لایت لاولی الالباب ○ الذین یذکرون الله قیاماً و قعودا و علی جنوبهم و یتفکرون فی خلق السموات و الارض ۔ ربنا ما خلقت هذا باطلاً ۔ سبحنک فقنا عذاب النار ○[2]

[زمین اور آسمانوں کی پیدائش میں اور رات اور دن کے باری باری سے آنے میں ، اُن ہوشمند لوگوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں (وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں) پروردگار ، یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے تو پاک ہے اس بات سے کہ عبث کام کرے ، پس اے رب کریم ! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے ۔]

حضورؐ نے ان آیات کو سورت کے آخر تک تلاوت فرمایا ۔ ذرا تصور کیجیے کہ آخری رات کا سہانا سماں ہو ۔ آسمان کی پھیلی ہوئی وسعتیں دعوت غور و فکر دے رہی ہوں ، ٹمٹماتے ہوئے ستارے ، تاریکی شب میں ، اپنی ننھی منھی ررشنی سے ایک خاص مسحور کن منظر پیش کر رہے ہوں ، قرآن حکیم کی پرسوز تلاوت کانوں میں رس گھول رہی ہو ۔ پھر تلاوت کرنے والے شہنشاہ کونین محمد مصطفیٰؐ ہوں ۔ عبداللہ بن عباسؓ پر ایک وجد آفرین کیفیت طاری ہوگئی ۔ اٹھے وضو کیا ۔ حضورؐ کے بائیں جانب کھڑے ہوکر نماز میں شریک ہوگئے ۔ حضورؐ نے شفقت سے کان پکڑا اور دائیں جانب کھڑا کر لیا ۔ عبداللہ بن عباسؓ نے حضورؐ کے ساتھ نماز ادا کی ۔ انھیں اس نماز میں کس قدر حلاوت لذت اور سرور حاصل ہوا اس کا اندازہ اہل دل آسانی سے کر سکتے ہیں ۔ گویا تلاوت آیات کی یہ اثر آفرینی تھی جس سے گیارہ برس کی عمر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے تشکیل کردار اور تعمیر شخصیت کا باقاعدہ آغاز کیا ۔

قرآن حکیم نے دوسرا زریں اصول تزکیہ نفوس اور تہذیب اخلاق کو قرار دیا ہے ، رسول معظمؐ صحابہ کرام کے دلوں کو عقائد باطلہ کی آلودگیوں سے پاک کرکے ایمان و ایقان کی نورانیت سے مزین فرماتے ۔ انھیں اخلاق عالیہ سے آراستہ فرماتے ۔ آپؐ کا یہ ارشاد کس قدر اہمیت کا حامل ہے :

۱۔ الشیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی : مشکاۃ المصابیح ، دمشق ، ۱۹۶۱ء ، الجزء الاول ، ص ۳۷۴

۲۔ القرآن الحکیم، ۳ : ۱۹۰ — ۲۰۰

بعثت لا تمم حسن الاخلاق[1]

[مجھے اس لیے مبعوث کیا گیا ہے کہ تہذیب و تحسین اخلاق کی تکمیل کروں]

اگر ہم حیات انسانی کا بنظر تعمق جائزہ لیں تو یہ حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے کہ قلب انسانی ہی وہ مرکز و محور ہے جہاں جذبات و احساسات کا ایک طوفان موجزن ہوتا ہے اگر انسان اپنی سفلی خواہشات کا اندھا غلام بن کر رہ جائے تو دل وساوس شیطانی کی آماجگاہ بن جاتا ہے اور فرعون و نمرود اور ہامان و قارون جنم لیتے ہیں لیکن اگر دل نعمت ایمان سے منور، ہدایت ربانی سے بہرہ ور اور حب الٰہی اور حب رسول ص کی تپش سے لذت آشنا ہو تو پوری انسانی زندگی میں انقلاب آ جاتا ہے۔

امام بخاری رح نے اپنی صحیح میں باب فضل من استبرأ لدینہ میں حضرت نعمان بن بشیر کی ایک روایت نقل کی ہے کہ سرور عالم ص نے فرمایا۔

الا و ان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کلہ' و اذا فسدت فسد الجسد کلہ' ، الا و ھی القلب۔[2]

[خبردار ہو جاؤ کہ جسم انسانی میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو پورا جسم سنور جاتا ہے اور جب اس میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے۔ سنو! وہ ٹکڑا دل ہے]

سید ابو الحسن علی ندوی نے کیا پیاری بات کہی ہے لکھتے ہیں: ''پیغمبر قلب کی ماہیت بدل دیتے ہیں۔ وہ انسان کے اندر ایسی تبدیلی پیدا کرتے ہیں کہ وہ دوسرے انسان کی فاقہ کشی کو نہ دیکھ سکے۔ وہ اس کے اندر ایثار کی روح اور قربانی کا جذبہ اور سچی انسانی ہمدردی پیدا کرتے ہیں۔ اس کو دوسروں کی زندگی اپنی زندگی سے زیادہ عزیز ہو جاتی ہے وہ اپنی جان کھو کر دوسروں کی زندگی بچانا چاہتا ہے وہ اپنے بچوں کو بھوکا رکھ کر دوسروں کا پیٹ بھرنا چاہتا ہے وہ خطروں میں اپنے کو ڈال کر دوسروں کو خطروں سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے'' قرآن حکیم میں دوسری جگہ تزکیہ نفوس کا یہی مضمون، مشاہدہ و مطالعہ کائنات کے حوالے سے، کتنے دلنشین انداز میں بیان کیا گیا ہے:

و الشمس و ضحھا ○ و القمر اذا تلھا ○ و النھار اذا جلھا ○ و الیل اذا یغشھا ○ و السماء و ما بنھا ○ و الارض و ما طحھا ○ و نفس و ما

۱- الخطیب العمری التبریزی: مشکاة المصابیح، طبع دمشق، ۱۹۶۱ء، الجزء الثانی، ص ۶۳۲

۲- ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم البخاری: صحیح، مصر، ۱۳۴۵ھ، الجزء الاول، ص ۲۰

سوها ○ فالهمها فجورها و تقوها ○ قد افلح من زکها ○ و قد خاب من دسها ○[1]

[سورج اور اس کی دھوپ کی قسم اور چاند کی قسم جبکہ وہ اس کے پیچھے آتا ہے اور دن کی قسم جبکہ وہ سورج کو نمایاں کر دیتا ہے اور آسمان کی اور اس ذات گرامی کی قسم جس نے اسے قائم کیا اور زمین کی اور اس ذات عالی کی قسم جس نے اسے بچھایا اور نفس انسانی کی اور اس ذات پاک کی قسم جس نے اسے ہموار کیا - پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کر دی - یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو خاک میں ملا چھوڑا]

یعنی جس حکیم و خبیر ، نباض فطرت خداوند قدوس نے سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی ، دن کا اجالا اور رات کا اندھیرا ، آسمان کی بلندی اور زمین کی پستی کو ایک دوسرے کے مقابل پیدا کیا اسی ذات خداوندی نے اپنی حکمت بالغہ سے انسان کے قلب میں خیر و شر اور نیکی و بدی کی متقابل قوتیں پیدا فرمائیں - اب جو کوئی نفس کو سنوارتا اور پاکیزہ بناتا ہے یعنی قوت شہویہ اور قوت غضبیہ کو عقل کے تابع کرتا ہے اور عقل کو شریعت الہیہ کے تابع بناتا ہے وہ قلب و روح کو تجلی الہی سے منور کرکے فلاح و کامرانی سے ہمکنار ہوتا ہے اور جو شخص نفس کی باگ ڈور شہوت و غضب اور خواہشات کے ہاتھ میں دے دیتا ہے وہ جانوروں سے بدتر ہو جاتا ہے اور زندگی کے مقصود اصلی میں ناکام و نامراد ہو جاتا ہے - المختصر سیرت سازی اور تعمیر شخصیت کا دوسرا اصول فضائل اخلاق سے آراستہ ہونا ہے - حضور ؐ کا یہ ارشاد اس امر کی تائید کر رہا ہے :

اکمل المؤمنین ایمانا أحسنهم خلقاً[2]

[اہل ایمان میں سے ایمان کے اعتبار سے کامل لوگ وہ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں]

تعمیر شخصیت کے لیے تیسرا زریں اصول تعلیم کتاب ہے - یہ کتاب کس قدر عظیم ہے کس قدر عالی مضامین پر مشتمل ہے - اس کے بارے میں قرآن کا تعارف ، خود خالق کائنات نے ان الفاظ میں فرمایا ہے :

یایها الناس قد جاء تکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور و

۱- القرآن الحکیم ، ۹۱ : ۱-۱۰

۲- الخطیب العمری التبریزی : مشکاة المصابیح ، دمشق ، ۱۹۶۱ء ، الجزء الثانی ، ص ۶۳۲

هدی و رحمة للمؤمنین ○ قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا ۔
هو خیر مما یجمعون ○[1]

[لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی ہے یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے اور جو اسے قبول کر لیں ان کے لیے راہنمائی اور رحمت ہے ۔ اے نبی مکرم آپ فرما دیجیے کہ یہ اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی ہے کہ یہ نعمت اس نے بھیجی اس پر تو لوگوں کو جشن مسرت منانا چاہیے یہ ان سب چیزوں سے بہتر ہے جنھیں لوگ سمیٹ رہے ہیں]

قرآن عزیز نے آغاز حیات سے متعلق بتایا ۔ انجام حیات سے متعلق بتایا اور انسان کو اس کے آغاز و انجام سے باخبر کرتے ہوئے خداوند قدوس نے وہ انداز حیات اور طریق حیات تجویز فرمایا جو انسان کی دنیوی کامیابی اور آخروی سعادت کی مکمل ضمانت دیتا ہے ۔ قرآن حکیم نے ترک دنیا اور غرق دنیا یا افراط و تفریط کے دونوں راستوں کے مقامات لغزش کی نشاندھی کرتے ہوئے ایک معتدل و متوازن طرز زندگی کی تلقین کی جو انسان کے انفرادی کردار کی تعمیر کرے اور ساتھ ہی ساتھ اسے حیات اجتماعی کا شعور و ادراک بخشے بقول علامہ اقبالؒ :

این کتاب زندہ قرآن حکیم — حکمت او لایزال است و قدیم
نسخۂ اسرار تکوین حیات — بے ثبات از قوتش گیرد ثبات
نوع انسان را پیام آخریں — حامل او رحمة للعالمین

قرآن حکیم نے دعوت فکر و عمل دی ، مشاہدۂ کائنات کی تلقین کی ۔ اسرار کائنات پر غور و فکر کی تاکید کی ، علم و تعلیم کے حصول کے لیے ابھارا ۔ قرآن حکیم کے مخزن علم و معرفت سے بے شمار علوم پیدا ہوئے ۔ تعلیم کتاب نے تعلیم کتابت کی ضرورت کا احساس پیدا کیا اور فن خطاطی میں مسلمانوں نے کمال پیدا کیا ۔ المختصر قرآن حکیم کی تعلیم کا یہ فیضان تھا کہ فرد کی تشکیل سیرت سے لے کر بین الاقوامی زندگی تک امت مسلمہ کو زندگی کے ہر شعبے اور ہر گوشے میں رہنما اصول عطا ہوئے ۔ اور مسلمانوں نے علم و تعلیم کی دنیا میں وہ کمال پیدا کیا کہ صدیوں تک اس وقت کے عالم انسانیت کے معلم رہے ۔

ڈاکٹر احمد شلبی کی کتاب ''تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ'' کے پیش لفظ میں پروفیسر آربری نے اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے :

''بنی نوع انسان پر اسلام کی تحسین و توصیف اور شکر گزاری واجب ہے ۔ مسلمانوں نے علم و ادب اور فنون و سیاست میں جو اضافے کیے ہیں ان کے

۱۔ القرآن الکریم ، ۱۰ : ۵۷-۵۸

متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے یہ کامیابیاں اور کامرانیاں ہرگز حاصل نہ ہوتیں اگر مسلمانوں کو علم سے پرجوش عقیدت نہ ہوتی جو ان کا ہمیشہ طرۂ امتیاز رہی ہے ۔''[1]

تعمیر شخصیت کے لیے چوتھا زریں اصول تعلیم حکمت ہے تاکہ اشیاء کی حقیقت اور ان کے اسرار کی معرفت حاصل کی جائے ۔ حقائق کا کھوج لگایا جائے ۔ اور عقل و بصیرت پر مبنی ، دلائل و براہین کی روشنی میں (Practical Wisdom) حاصل کی جائے ۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ رسالتمآب ؐ کے ارشادات گرامی حکمت و بصیرت کے ان بیش قیمت اور انمول موتیوں پر مشتمل ہیں ۔ جن سے زندگی کے نئے افق اور نئی راہوں کا سراغ ملتا ہے اور انسان میں جذبہ عمل ابھرتا ہے پھر اُن پر مستزاد یہ کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ارشادات کے بیان پر ہی اکتفا نہ فرمایا بلکہ اپنے اُسوۂ حسنہ سے ، اپنے حسن عمل سے ، اپنی سیرت و کردار سے پوری نوع انسانی کے لیے ایک دائمی نمونہ عمل پیش کیا بمطابق ارشاد خداوندی :

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ[2]

[درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول ؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے ۔ ۔]

المختصر رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھرپور اور فعال زندگی کی روشن مثال ہمارے سامنے پیش فرمائی اور ہمیں یہ روشن سبق دیا کہ اعلیٰ شخصیت کی تعمیر اور عمدہ سیرت کی تشکیل صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ایمان کی حرارت سے سرشار ہو کر ، حب رسول سے معمور ہو کر ، فضائل اخلاق سے آراستہ ہوکر ، تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہو کر ، مشاہدۂ کائنات اور مطالعۂ کائنات سے خالق کائنات کی عظمت کے نقوش کو دل میں جاگزین کرکے ، قومی اور ملی تقاضوں سے باخبر رہ کر ، اسوۂ رسول ؐ کی پیروی کرکے اور جذبۂ خدمت خلق سے کام لے کر ، مومن کو ایک بھرپور اور فعال زندگی بسر کرنی چاہیے ۔ یا دوسرے لفظوں میں ، تعمیر شخصیت اور سیرت میں نکھار پیدا کرنے کا راز اس بات میں مضمر ہے کہ قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل وابستگی پیدا کی جائے ۔

۱۔ ڈاکٹر احمد شلبی : تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ (ترجمہ محمد حسین خان زبیری) ، لاہور ، ۱۹۶۳ء ، ص ۴ ، اصل کتاب کے حوالہ کے لیے دیکھیے History of Muslim Education ، بیروت ، ۱۹۵۴ء ، ص J

۲۔ القرآن الحکیم ، ۳۳ : ۲۱